

آیت نمبر 23۔ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ فَلَا تَكُنْ فِي مِرْيَةٍ مِنْ لِقَائِهِ ۖ وَجَعَلْنَاهُ هُدًى لِبَنِي إِسْرَائِيلَ ترجمہ۔ اس سے پہلے ہم موسیٰ کو کتاب دے چکے ہیں، لہذا اُسی چیز کے ملنے پر تمہیں کوئی شک نہ ہونا چاہیے اُس کتاب کو ہم نے بنی اسرائیل کے لیے ہدایت بنایا تھا

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ تحقیق ہم نے دی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کتاب فَلَا تَكُنْ پس تو نا ہو تَكُنْ کس کے لیے آیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ کے لیے آیا ہے کہ پس آپ نا ہوں اصل میں ویسے تو كَانَ يَكُونُ تھا کے معنی دیتا ہے لیکن یہاں پہ کبھی کبھی ہے، ہو اور یہ ویسے بھی فعل مضارع ہے اور فعل مضارع نفی ہے فَلَا تَكُنْ فِي مِرْيَةٍ آپ شک میں ناہوں مِنْ لِقَائِهِ اس کی ملاقات کے بارے میں۔ رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کر کے اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ ہم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کتاب دی پس آپ کو شک نہیں کرنا چاہیے مِنْ لِقَائِهِ اس کی ملاقات میں وَجَعَلْنَاهُ اور ہم نے بنا دیا اس کو هُدًى ہدایت لِبَنِي إِسْرَائِيلَ بنی اسرائیل کے لیے تو آپ دیکھئے کہ یہاں پر اللہ رب العزت رسول اللہ ﷺ کو تسلی دے رہے ہیں اور چونکہ اہل مکہ آپ کی رسالت کا انکار کر رہے تھے قرآن مجید کا مذاق اڑا رہے تھے اور وہ یہ کہتے تھے کہ نہ تو آپ اللہ کے رسول ہیں اور نہ ہی آپ پر کوئی کتاب نازل ہوئی ہے تو اب رسول اللہ ﷺ کو اللہ رب العزت تسلی دیتے ہوئے کیا کہہ رہے ہیں وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ تحقیق ہم نے عطا کی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کتاب تو یہاں پہ جو الْكِتَابَ ہے اس سے مراد کیا ہے؟ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ اس سے مراد تورات ہے جیسے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے تورات دی تھی اللہ کی کتاب تھی اور الْكِتَابَ تھی وہ تورات تھی بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو الكتاب دی تھی تورات دی تھی اے محمد ﷺ اسی طرح ہم نے آپ کو بھی کتاب دی اور وہ کونسی کتاب ہے؟ قرآن مجید کہ اللہ رب العزت نے جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کو الكتاب عطا کی تو محمد ﷺ ان کو بھی اللہ تعالیٰ نے الْكِتَابَ دی ہے اور پھر یہ کوئی نئی بات نہیں ہے کوئی عجیب بات نہیں ہے اور انکار کرنے والے کون تھے جو رسول اللہ ﷺ کا انکار کرتے تھے صرف اہل مکہ ہی نہیں بلکہ یہودی بھی انکار کرتے تھے اور اہل مکہ کو یہودی مختلف سوال سکھایا کرتے تھے تو بہر حال دوسری بات کیا ہے۔ فَلَا تَكُنْ فِي مِرْيَةٍ مِنْ لِقَائِهِ ۖ کہ اس چیز کی ملاقات کے بارے میں آپ کو ہرگز شک نہیں ہونا چاہیے تو یہ مِنْ لِقَائِهِ ملاقات اس سے مراد کیا ہے کس کی ملاقات کی بات ہو رہی ہے کیونکہ یہ جو لِقَائِی ہے اس کے معنی کیا ہوتے ہیں ملاقات کرنا (ل ق و) یا (ل ق ی) تو کس کی کس سے ملاقات کی بات ہو رہی ہے تو اہل تفسیر کے اقوال مختلف ہیں اس سلسلے میں مفسرین اختلاف کرتے ہیں تو ایک تو اس کے معنی یہ ہیں اگر آپ یہ کہتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تورات دی تو آپ ﷺ اس کی ملاقات کے بارے میں شک نہ کریں سے مراد کیا ہے کہ آپ کو بھی کتاب ملے گی لِقَائِی سے مراد کیا ہے؟ قرآن مجید کی ملاقات لِقَائِهِ ۖ "ہ کی ضمیر کتاب یعنی قرآن کی طرف راجع قرار دی گئی مطلب کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جب اللہ نے کتاب دی تو آپ ﷺ بھی اپنی کتاب کے آنے میں کوئی شک نہ کریں جیسے قرآن میں ایک اور جگہ ہمیں ملتا ہے وَإِنَّكَ لَتَلْقَى الْقُرْآنَ مِنْ لَدُنْ حَكِيمٍ عَلِيمٍ (6) (سورة النمل) کہ بے شک آپ قرآن سے ملاقات کرنے والے ہیں گویا کہ قرآن مجید یہ اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اور آپ کی طرف یہ کتاب نازل کی گئی آپ کی طرف یہ کتاب بھیجی گئی ہے اور دوسرے اس کے معنی کیا ہیں کہ لِقَائِهِ ۖ "ہ کی ضمیر بعض لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف کرتے ہیں

وہ یہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی ملاقات حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہونے کی خبر دی گئی ہے کیا فرمایا کہ آپ اس میں شک نہ کریں کہ آپ کی ملاقات حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہوگی آپ کو پتہ ہی ہے شب معراج میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی رسول اللہ ﷺ کی ملاقات ہوئی تھی اور پھر قیامت میں بھی ملاقات ہونا ثابت ہے تو پھر بعض لوگ اس سے مراد کیا لیتے ہیں؟ وہ یہ کہتے ہیں کہ اس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے جو ملاقات ہے اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ اس دنیا میں بھی آپ کی ضرور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہو گی تو دنیا میں ملاقات کب ہوئی؟ معراج کے موقع پر اور یہ چھٹے آسمان پر ہوئی آپ نے الرحیق المختوم میں بھی پڑھا۔ اس کے بعد جیسے کہ مختلف پیغمبروں سے ملاقات ہوئی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے جب ملاقات ہوئی تو انہوں نے نمازوں کا بھی کہا تھا کہ کم کروائیں پچاس سے پانچ ہو گئیں لیکن وہ پھر کہتے تھے کہ آپ پھر جائیں۔ تو بہر حال یہاں پہ ”ہ“ کی ضمیر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کے بارے میں بھی بعض لوگ لیتے ہیں اور تیسرے ایک اور معنی بھی اس کے بیان کیے جاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جب کتاب دی گئی تھی تو قوم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کیا سلوک کیا تھا قوم نے کتنا ستایا تھا، کتنی اذیتیں دیں، کتنی تکلیفیں دیں تو یہاں پہ جو بات رسول اللہ ﷺ سے کہی جا رہی ہے وہ یہ ہے کہ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام ستائے گئے آپ بھی ستائے جائیں گے آپ کی بھی تکلیفوں پریشانیوں مصیبتوں سے آزمائش ہوگی لہذا اُسی چیز کے ملنے میں آپ کو کوئی شک نہیں کرنا چاہیے یعنی کتاب ہے، نبی ہے، آزمائشیں ہیں۔ جہاں ایمان ہے وہاں آزمائشیں تو ہیں ہی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام جس طرح ستائے گئے اے محمد ﷺ آپ کو بھی ستایا جائے گا تو آپ اس سلسلے میں کوئی بھی شک نہ کریں تو گویا کہ یہاں پر جو بات بتائی جا رہی ہے وہ کیا ہے کہ تکلیفیں پریشانیاں مصیبتیں آ کر رہیں گی **فَلَا تَكُنْ فِي مِرْيَةٍ مِنْ لِقَائِهِ وَجَعَلْنَاهُ هُدًى لِبَنِي إِسْرَائِيلَ** اس کتاب کو ہم نے بنی اسرائیل کے لیے ہدایت بنایا تھا **وَجَعَلْنَاهُ هُدًى** کی ضمیر کس لیے ہے تورات کے لیے کہ اس کو ہم نے بنایا تھا **هُدًى** یہاں پر آپ دیکھیں کہ **هُدًى** آ گیا اور مصدر ہے اور مبالغہ کے لیے آیا کہ ہم نے اس کتاب کو ہدایت بنا دیا تھا بنی اسرائیل کے لیے اور ”ہ“ کی ضمیر سے مراد آپ حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی لیں گی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بنی اسرائیل کے لیے ہدایت بنایا گیا تھا کتاب ہدایت تھی بنی اسرائیل کے لیے اور کیا ہدایت تھا؟ پیغمبر ہدایت تھا ان کے لیے اور رسول اللہ ﷺ بھی اپنی قوم کے لیے ہدایت ہیں آپ کو جو کتاب دی گئی وہ کوئی مصیبت نہیں ہے پریشانی اور زحمت نہیں ہے بلکہ کیا ہے؟ یہ ہدایت کے لیے اللہ تعالیٰ نے کتاب بھیجی ہے اور ہدایت کے لیے پیغمبر کو بھیجا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جب بنی اسرائیل میں بھیجا گیا تھا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کیسے ہدایت بنے کہ قوم کو غلامی سے نکالا لڑکیوں کو کیا کیا جاتا تھا؟ زندہ چھوڑا جاتا تھا لڑکوں کو قتل کیا جاتا تھا قوم صدیوں سے غلامی کی زنجیروں میں جکڑی ہوئی تھی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دبی ہوئی، پسی ہوئی قوم کو فرعون اور اس کی قوم کی غلامی سے نکالا تو آپ کے پاس کیا تھا؟ آپ کے پاس تورات تھی اور آپ خود اللہ کے پیغمبر تھے تو اس طرح آپ کی قوم ہدایت پا کر دنیا میں ایک مشہور اور نامور قوم بن گئی تو اہل عرب سے کہا جا رہا ہے کہ جس طرح بنی اسرائیل کی ہدایت کے لیے کتاب بھیجی گئی تھی اے اہل عرب تمہاری ہدایت کے لیے بھی قرآن مجید بھیجا گیا ہے اور تم لوگ جو جہالت میں بھٹک رہے ہو اندھیروں میں ہو تم لوگ جو آپس میں لڑ جھگڑ رہے ہو اور انسانیت سسک رہی ہے تو یہ قرآن مجید ہے اور یہ اللہ کا پیغمبر ہے جس کے ذریعے سے تم لوگ بھی دنیا کی ایک مشہور اور ترقی یافتہ قوم بن سکتے ہو **وَجَعَلْنَاهُ هُدًى لِبَنِي إِسْرَائِيلَ**

آیت نمبر 24. وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ أُمَمَةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوا وَكَانُوا بِآيَاتِنَا يُوقِنُونَ
ترجمہ۔ اور جب انہوں نے صبر کیا اور ہماری آیات پر یقین لاتے رہے تو ان کے اندر ہم نے ایسے
پیشوا پیدا کیے جو ہمارے حکم سے رہنمائی کرتے تھے

وَجَعَلْنَا اور بنایا ہم نے مِنْهُمْ ان میں اُمَمَةً امام اب آپ دیکھ لیں (ام) ماں کو بھی کہتے ہیں امام کا مادہ بھی
یہی ہے اُمَمَةً امام کی جمع ہے ہم نے بنائے ان میں امام۔ امام کیا کرتے تھے يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا وہ رہنمائی
کرتے تھے بِأَمْرِنَا ہمارے حکم سے اب بنی اسرائیل کے بارے میں اللہ رب العزت بتا رہے ہیں بنی
اسرائیل کو جب ہدایت ملی تورات سے ان کے اندھیرے دور ہوئے تو ان کے اندر ایسے لیڈر پیدا ہوئے
ایسے رہنما اور ہادی پیدا ہوئے وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اُمَمَةً ہم نے ان میں لیڈر پیدا کیے۔ اب یہ بتایا جا رہا ہے کہ
ان لیڈروں کی قائدین کے اوصاف کیا تھے يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا وہ اللہ کی دی گئی کتاب کے مطابق لوگوں کی
رہنمائی کرتے تھے ایسا نہیں تھا کہ کتاب ان نے بغل میں رکھی اور وہ لگے خواہشات کی پیروی کرنے
ایسا نہیں تھا کہ وہ ابلیس کے پیچھے چلتے تھے آپ دیکھ لیجیے کہ کتاب کو انہوں نے اپنا اوڑھنا بچھونا
بنایا کتاب کو انہوں نے اپنی زندگی کا قانون بنایا۔ يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا اور وہ رہنمائی کرتے تھے بِأَمْرِنَا
ہمارے حکم سے بنی اسرائیل نے ایسا نہیں تھا کہ انہوں نے کتاب کو تعویذ بنا لیا تھا یا نیا گھر بناتے
تھے تو اس وقت قرآن کی ایک محفل کر لیتے تھے یا ایک درس کروا لیتے تھے یہ بھی ہمارے ہاں رواج
ہو گیا ہے بے شک بینک سے سود پر گھر لیں گے اور پھر کہیں گے کہ اب ایک درس ہونا چاہیے۔
بحرین میں تھے تو علماء نے یہاں تک فتویٰ دیا کہنے لگے کہ جو سود پر گھر لے ان کو تحفہ دینا بھی
جائز نہیں ہے۔ آپ ان کو کس منہ سے مبارک باد دیتے ہیں کہ سود پر انہوں نے گھر لیا۔ آپ کس منہ
سے ان کا گھر جا کے سجاتے ہیں۔ تو آپ سوچ لیں کیونکہ جب معاشرے میں کوئی برائی عام ہو جاتی
ہے تو پھر حلال ہے یا حرام ہے یہ ٹھیک ہے یا غلط ہے اس کی تمیز ہی ختم ہو جاتی ہے۔ تو پھر کیا
ہوتا ہے مثلاً اگر کسی کے ہاں بچہ پیدا ہوا شادی بھی نہیں ہوئی تھی اب لوگ جا کے بچے کی مبارک باد
دینے لگیں یا کوئی کہے کہ اس کا عقیدہ کرنا چاہئے (والدین جو بھی کرتے ہیں الگ بات ہے) لیکن یہ کہ
جیسے دھوم دھام سے کرنا یا جیسے ابھی یہ پچیس دسمبر گزرا ہے یہاں پے اور نیا سال ہے اور
کرسمس ڈے جو گزرا ہے تو اس میں بھی لوگ جس دھوم دھام سے اور شان سے اس کو مناتے ہیں اس
میں مسلمان بھی شامل ہو جاتے ہیں اور ہم یہ بھول جاتے ہیں کہ کرسمس ڈے کے بارے میں ان کا عقیدہ
کیا ہے ان کی سوچ کیا ہے۔ تو جیسے بھی، جو بھی، جتنا بھی اس میں شامل ہوگا تو آپ سوچ لیں کہ اس
کا مقام اور اس کا عمل کیسا ہے۔ یہ لائنیں (بتیاں) دیکھنا اور خوشی میں share کرنا تو علماء اس کی
اجازت نہیں دیتے الا یہ کہ آپ ایسی مجبوری کی حالت میں ہیں کہ جب حرام حلال ہو جائے۔ ہم سب کو
اپنا جائزہ لینا چاہیے تو بہر حال بنی اسرائیل کے جو علماء تھے ان کے جو قائدین تھے وہ اللہ کے حکم
کے مطابق لوگوں کی رہنمائی کیا کرتے تھے۔ ایسا نہیں تھا کہ انہوں نے ابلیس کے حکم کے مطابق اپنی
زندگی کے فیصلے کیے ساتھ ساتھ بحیثیت مسلمان کے ہم اپنا جائزہ لیتے جائیں کیونکہ ہمارے ہاں یہ
بھی عادت ہے کبھی یہودیوں کو برا کہیں گے کبھی عیسائیوں کو کبھی دوسروں کو۔ بعض وقت دوسرے
کے اندر جو برائیاں نظر آتی ہیں اپنی نظر نہیں آتیں

۱۔ پڑی جب اپنی برائیوں پہ نگاہ

تو نگاہ میں کوئی برا نہ رہا

تو ہونا کیا چاہیئے ہم سب اپنا جائزہ لیں اور کب انہوں نے ہمارے حکم کے مطابق رہنمائی کی۔ لَمَّا
صَبَرُوا جب انہوں نے صبر کیا وَكَانُوا بِآيَاتِنَا يُوقِنُونَ اور وہ ہماری آیات پر یقین لاتے رہے یہ آیت بڑی

ہی اہم آیت ہے اس میں اللہ رب العزت کہتے ہیں اور کیے ہم نے ان میں لیڈر پیدا جو راہ چلاتے تھے ہمارے حکم سے جب وہ صبر کرتے رہے اور ہماری باتوں پر یقین کرتے رہے تو اب آپ دیکھ لیجئے آپ اس کو پیچھے سے پڑھنا شروع کریں **وَكَانُوا بِآيَاتِنَا يُوْقِنُونَ** کہ وہ ہماری آیات پر ایمان لائے **ایقان** نمبر 1۔ کیا کیا انہوں نے؟ اللہ تعالیٰ کی جو آیات تھیں، جو تورات کے احکامات تھے اس پر وہ ایمان لائے نمبر 2۔ کیا کیا انہوں نے؟ **صَبَرُوا** جب وہ آیات پر ایمان لائے تو نتیجہ کیا نکلا کہ صبر کی ضرورت تھی صبر کے بغیر ایمان مکمل نہیں ہوتا کیونکہ جب انسان اچھے کام کرنا چاہتا ہے اپنا نفس ہی ساتھ نہیں دیتا تو دوسروں کو کیا کہنا تو انہوں نے کیا کیا؟ انہوں نے صبر کیا ہماری آیات پر **ایقان** کے درجے پر وہ پہنچے اور تب ہی تو وہ ہماری آیات کے مطابق لوگوں کی رہنمائی کرتے رہے ورنہ جب لوگوں کی طرف سے جو تکلیفیں، پریشانیاں مصیبتیں ان پر آرہی تھیں لوگ ان کو ستا رہے تھے کیونکہ جب بھی کوئی اللہ کی شریعت کو لے کے چلتا ہے **لَمَّا صَبَرُوا** کون لوگ ان میں شامل ہیں انبیاء بھی شامل ہیں اور اس کے علاوہ جو نیک لوگ تھے جو لیڈر تھے۔ اللہ کی شریعت کے مطابق لوگوں کی رہنمائی کی توفیق انہوں نے اس وقت تک پائی جب تک وہ شریعت پر خوف و طمع سے بے نیاز ہو کر جمے رہے **لَمَّا صَبَرُوا** جب تک وہ صبر کرتے رہے تو کیا کرتے رہے **وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ أُمَمًا** ہم نے پھر ان میں جو تھے وہ لیڈر پیدا کر دیئے اور وہ کیا کرتے تھے **يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا** وہ کیا کرتے تھے رہنمائی کیا کرتے تھے آگئی آیت کی سمجھ آپ کو نمبر 1۔ **ایقان** ہے اللہ کی آیات پر **ایقان**۔ یقین **ایقان** ایمان کا اگلا درجہ ہوتا ہے۔ یقین اور **ایقان** کہ جب ایمان سینے کی ٹھنڈک بن جائے، دل کی، روح کی تسکین کا ذریعہ بنے پریشانی نہ ہو نمبر 2۔ صبر کرنا پھر جم جانا، پھر ایک دیوار بن جانا، پھر ایک عمارت کی طرح، پہاڑ کی طرح مضبوط ہو جانا، پہاڑی کا چراغ بننا اور پھر صبر کا نتیجہ کیا ہے؟ نیکی کا حکم دینا بدی سے منع کرنا اور جب ایسا ہوتا ہے تو پھر عوام کے اندر اللہ تعالیٰ اچھے لیڈر پیدا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان میں اچھے لیڈر پیدا کیے۔ آج ہماری مسلمان عوام روتی ہے 50 سے زیادہ ملک ہیں دنیا میں مسلمانوں کے لیکن کوئی لیڈر اور رہنما نہیں ہے

۱۔ کیا کیا خضر نے سکندر سے

اب کسے رہنما کرے کوئی

اور اب کیا ہے کہ آج امت مسلمہ اس بات پر پریشان ہے اور کہتی ہے کہ ہمارے پاس کوئی لیڈر نہیں ہے کوئی رہنما نہیں ہے تو لیڈر رہنما کہاں سے آئیں گے عوام کے اندر سے آئیں گے تو عوام جیسے ہوں گے ویسے ہی لیڈر ہوں گے جب عوام مکار ہے، چور ہے، ڈاکے ڈالتی ہے، نمازیں نہیں پڑھتی اور بک جاتی ہے غلط جگہ ووٹ دے دیتی ہے اپنے ایمان کا سودا کر لیتی ہے تو اس عوام میں سے ہی لیڈر اوپر آ جاتے ہیں پھر کہتے ہیں کہ ہمارے لیڈر اور رہنما اچھے نہیں ہیں۔ **نپولین** نے یہ بات کہی تھی ”تم مجھے اچھی مائیں دو میں تمہیں اچھی قوم دوں گا“ تو جیسی مائیں ہوں گی جیسے والدین ہوں گے ویسی اولاد ہوگی ویسا معاشرہ بنے گا اور جیسا معاشرہ ہو گا ویسے ہی رہنما بنے گے تو آج امت مسلمہ کو ضرورت ہے کہ امام ملیں اور قائد ملیں اور ایسے امام اور قائد ہوں جو کہ اللہ کی آیات پر ایمان رکھنے والے ہوں جو صبر کرنے والے ہوں اور اللہ کی آیات کے مطابق زندگیوں کے فیصلے کرنے والے ہوں تو پھر اللہ تعالیٰ ان کو بہترین لیڈر عطا کرے گا۔ لوگ بہت ناراض ہوتے ہیں کہ مسلمانوں کے پاس لیڈر نہیں ہیں تو یہ جو آیت نمبر 24 ہے اس آیت میں مسلمانوں کو بتایا گیا ہے کہ تمہارا مستقبل بہت بہترین ہو سکتا ہے اگر تم اس ضابطہ حیات پر عمل کر لو۔ تو صبر کی بنیاد کیا ہے؟ آیات پر پختہ یقین ہے تو نتیجہ کیا نکلے گا کہ مسلمانوں کے حالات بھی بدل جائیں گے اور اگر ہم گھر کے اندر ہیں تو ہم گھر کے اندر اس پر عمل کریں، خاندان کے اندر ہیں تو خاندان کے اندر رہتے ہوئے اس پر عمل کریں تو

بھر فرمایا۔ **أَوَلَمْ يَهْدِ** کیا ان لوگوں نے ہدایت نہیں لی کیا ان لوگوں کو راہ نہیں سوجھی **كَمْ أَهْلَكْنَا** کہ کتنوں کو ہم نے ہلاک کر دیا **مِنْ قَبْلِهِمْ** ان سے پہلے **مِنَ الْقُرُونِ** قرون سے مراد ہے **قرن** سے ہے یہ زمانے کو بھی، مدت کو بھی کہتے ہیں اس کے علاوہ جماعت کو بھی کہتے ہیں قوم کو بھی کہتے ہیں کہ ہم نے ان سے پہلے کتنی ہی قوموں کو ہلاک کر دیا **فِي مَسَاكِينِهِمْ** اور آپ کو پتہ ہی ہے کہ **مَسَاكِين** مسکن کی جمع ہے اور **مَسَاكِين** کے معنی کیا ہوتے ہیں قیامگاہ کو کہتے ہیں، ٹھہرنے کی جگہ کو کہتے ہیں جہاں یہ لوگ رہتے بستے ہیں گھروں کو کہتے ہیں تو وہ اپنے گھروں میں رہتے تھے چلتے پھرتے تھے لیکن

پھر بھی اللہ تعالیٰ نے ان کو ہلاک کر دیا تباہ و برباد کر دیا تو یہاں پہ کیا بات بتائی جارہی ہے کہ جب بھی کسی قوم ے پاس رسول آتا ہے اور اللہ اس کو کتاب بھی دیتا ہے اور قوم کیا کرتی ہے رسول کا انکار کرتی ہے رسول کو جھٹلا دیتی ہے تو قوم کی قسمت کا جو فیصلہ ہے وہ رسول کے ساتھ رویہ پر انحصار کرتا ہے رسول کے ساتھ جیسا رویہ رکھتی ہے ویسا ہی اس قوم کا مستقبل ہوتا ہے ویسی اس کی قسمت بن جاتی ہے۔ تو بچے کون؟ پچھلی قوموں کو آپ دیکھیں پچھلے واقعات آپ کتنی دفعہ پڑھ چکی ہیں اور ان میں قوم عاد، قوم ثمود، قوم لوط، قوم فرعون اور بے شمار قومیں ہیں تو انہوں نے رسول کا انکار کیا تو جھٹلانے والوں کا انجام کیا ہوا؟ **أَوَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ أَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِنَ الْقُرُونِ** کیا ان لوگوں کو ہدایت نہ آئی کیا ان کو سمجھ نہ آئی کہ ہم نے ان سے پہلے کتنی قوموں کو ہلاک کر دیا اور قومیں بھی ایسی تھیں **يَمْشُونَ فِي مَسَاكِنِهِمْ** خوب ترقی یافتہ اپنے گھروں میں رہتی تھی چلتی پھرتی تھیں اور پھر ان کا کیسا انجام ہوا **إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ** بے شک اس میں بڑی نشانیاں ہیں آیت نہیں کہا آیات کہا ہے تو یہ جو کہانیاں ہیں ان کے اندر بڑی نشانیاں ہیں **أَفَلَا يَسْمَعُونَ** کیا یہ سنتے نہیں ہیں اب آپ دیکھئے کیا نشانیاں یہاں پر بتانا مقصود ہے پہلی بات تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جن لوگوں کو اپنی کتاب، اپنے رسولوں کے ذریعے یاد دہانی کرائے اگر وہ اس سے اعراض کریں تو مجرم بن جاتے ہیں اللہ ضرور ان سے انتقام لیتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ ایسے مجرم جو کتاب اور رسول کا انکار کرتے ہیں اللہ دنیا میں بھی ان کو عذاب دیتا ہے اور آخرت میں بھی۔ آپ نے پڑھا **يَمْشُونَ فِي مَسَاكِنِهِمْ** لیکن اللہ نے کیا کیا **أَهْلَكْنَا** تیسری نشانی یہ ہے مجرموں کو سزا دینے کے بعد اللہ قائد لیڈر اور امیر کسے بناتا ہے جو پورے صبر و استقلال کے ساتھ حق کا ساتھ دیتے ہیں اللہ ان کو لیڈر اور راہنما بنا دیتا ہے **أَفَلَا يَسْمَعُونَ** اب آپ دیکھئے کیا یہ سنتے نہیں ہیں تو اس کے معنی کیا ہیں؟ کہ قوموں کی کہانیاں سننے کے بعد پھر یہ لوگ قوموں کی کہانیوں کے جو نتائج ہیں ان سے نصیحت حاصل کیوں نہیں کرتے۔ انہوں نے کان کیوں بند کیے ہوئے ہیں کہانیاں سن بھی لیں عبرت حاصل نہ کی تو پھر کیا ہے کہ سننا دراصل نا سننا ہے **أَفَلَا يَسْمَعُونَ** اس کے بعد اللہ رب العزت ایک بڑی خوبصورت مثال دیتے ہیں اس مثال میں کیا بتایا گیا

آیت نمبر 27. أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا نَسُوقُ الْمَاءَ إِلَى الْأَرْضِ الْجُرُزِ فَنُخْرِجُ بِهِ زَرْعًا تَأْكُلُ مِنْهُ أَنْعَامُهُمْ وَأَنْفُسُهُمْ أَفَلَا يُبْصِرُونَ

ترجمہ۔ اور کیا ان لوگوں نے یہ منظر کبھی نہیں دیکھا کہ ہم ایک بے آب و گیاہ زمین کی طرف پانی بہا لاتے ہیں، اور پھر اسی زمین سے وہ فصل اگاتے ہیں جس سے ان کے جانوروں کو بھی چارہ ملتا ہے اور یہ خود بھی کھاتے ہیں؟ تو کیا انہیں کچھ نہیں سوجھتا؟

کہ وحی الہی کی بارش سے مردہ زمین وہ کیسے لہلہا اٹھتی ہے **أَوَلَمْ يَرَوْا** کیا انہوں نے نہیں دیکھا **أَنَّا نَسُوقُ الْمَاءَ** کہ ہم بہا لاتے ہیں پانی کو **إِلَى الْأَرْضِ** زمین کی طرف زمین کیسی؟ **الْجُرُزِ** اس کے معنی کیا ہوتے ہیں؟ ایسی زمین جو بنجر ہو اور خشک ہو، ناقابل کاشت زمین جہاں بارش بھی کم ہوتی ہو اور جب بارش کم ہوگی تو نتیجہ کیا نکلے گا کہ فصل بھی کم ہوگی تو **الْجُرُزِ** چٹیل اور بنجر زمین کو کہتے ہیں اللہ رب العزت یہاں پہ بڑی خوبصورت مثال دیتے ہیں **أَنَّا نَسُوقُ الْمَاءَ** کہ ہم بہا لائے پانی **إِلَى الْأَرْضِ الْجُرُزِ** بنجر زمین کی طرف بیابان زمین تھی اس کی طرف ہم پانی بہا کر لے آئے **فَنُخْرِجُ بِهِ** پھر ہم نکالتے ہیں اس کے ذریعے سے کھیتی "وہ" کی ضمیر کس کے لیے آئی ہے وہ جو اللہ تعالیٰ نے بارش کا پانی برسایا تو اس کے ذریعے پھر اللہ تعالیٰ کیا کرتے ہیں اور بعض لوگ کہتے ہیں یہاں پر یہ بات

بتائی جا رہی ہے **فَنُخْرِجُ بِهِ زَرْعًا** پھر اسی زمین سے ہم کھیتی اگاتے ہیں تو آپ دیکھ لیں کہ پانی زمین میں آیا اور پھر اس سے ہوا کیا کہ **زَرْعًا** وہ زمین کھیتی بن گئی پہلے **الْجُرْزُ** تھی اب وہ **زَرْعًا** ہو گئی پھر اسی زمین سے ہم نے فصل کو اگایا ہم اس سے کھیتی نکالتے ہیں۔ وہی جو پانی بہایا تھا اس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ نے کھیتی کو نکالا **تَأْكُلُ مِنْهُ أَنْعَامُهُمْ وَأَنْفُسُهُمْ أَفَلَا يُبْصِرُونَ** اور اس سے کھاتے ہیں۔ کس کو کھاتے ہیں؟ وہ جو کھیتی ہے اس کو کھاتے ہیں **أَنْعَامُهُمْ** جانور بھی **وَأَنْفُسُهُمْ** اور انسان خود بھی، جس سے ان کے جانوروں کو بھی چارہ ملتا ہے چوپایوں کو بھی اور پھر یہ خود بھی کھاتے ہیں **أَفَلَا يُبْصِرُونَ** تو کیا ان کو کچھ سوجھتا نہیں ہے اب آپ دیکھئے کہ بارش کا ریلہ، نہروں کا پانی جب بنجر زمین کو سیراب کرتا ہے (اچھا جو بنجر زمین ہوتی ہے اس پر بارش ہوتی بھی کم ہے) اب بارش کہیں اور ہوئی ہے اور **نَسُوقُ الْمَاءِ** پھر اللہ تعالیٰ ریلہ بنا کر اس کو وہاں پہ لے آتے ہیں یہ خاص بات ہے آپ اس پہ غور کیجئے گا کہ جب میں نے یہ نکتہ پڑھا تو مجھے بہت ہی اچھا لگا کہ اللہ کی قدرت اور ربوبیت کو لوگ نہیں دیکھتے کہ پہلے پانی سے بوجھل بادل ہوتے ہیں ان کو ہانک کر فرشتے لاتے ہیں پھر چٹیل زمینوں کی طرف اس کو لے جاتے ہیں تو بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ چٹیل زمین پر بارش ہوئی۔ اللہ نے بادلوں کو ہانک کر اگر **الْمَاءِ** آپ بادل لے لیں، پانی سے بھرے ہوئے بادل تو بادلوں کو ہانک کر پھر چٹیل زمین پر بارش ہوئی بعض لوگ کہتے ہیں کہ نہیں پانی کو ہر سایا اچھی زمین پر پھر اس کے بعد وہ پانی نہروں، ندیوں، نالوں کی شکل میں چٹیل زمین کی طرف اللہ تعالیٰ ہانک کر لے آئے اب بنجر زمین لہلہانے لگی بہار آگئی جو رزق آیا ہے جانوروں کے لیے بھی ہے اور پھر انسانوں کے لیے بھی ہے۔ تو یہ مثال جو دی گئی یہ وحی الہی کی مثال ہے کہ وحی الہی بھی بارش کی طرح ہوتی ہے اب عرب جس میں توحید کی آواز نکالنا بھی اپنے آپ کو مصیبت کی دعوت دینا تھا جہاں پہ شرک کا دور دورہ تھا لوگوں کے اندر قبولیت حق کی جو صلاحیت تھی وہ بالکل ہی ختم ہو چکی تھی۔ دعوت کو قبول کرنے کے لیے ان کے ضمیر مردہ ہو چکے تھے۔ لیکن اگر بارش کا ریلہ بنجر زمین کو لہلہاتے کھیت میں تبدیل کر سکتا ہے تو یہ بھی ممکن ہے کہ عرب کا معاشرہ وحی الہی کی بارش سے توحید کی آواز سے لہلہانے لگے بہار آ جائے لوگ سوچنے لگیں۔ تو اس زمانے میں کیا تھا ابتدا تھی لیکن اسلام کے ذریعے فروغ ملے گا اور اسلام کی برکتوں سے انسان ہی نہیں ساری مخلوق فائدہ اٹھائے گی۔ بڑی خوبصورت بات ہے جو یہاں پر بتائی گئی کہ جس طرح کھیتی سے جانور بھی فائدہ اٹھاتے ہیں اور انسان بھی فائدہ اٹھاتے ہیں تو اسی طرح وحی الہی سے سارے لوگ فائدہ اٹھائیں گے جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ بارش تو ہوئی کہیں اور پانی پھر لایا گیا تو وہ کہتے ہیں کہ **نَسُوقُ الْمَاءِ** سے مراد دریائے نیل کا پانی ہے اور **الْأَرْضِ الْجُرْزُ** سے مراد کون سی زمین ہے؟ یہ مصر کی زمین ہے جہاں بارش بہت کم ہوتی ہے۔ تو افریقہ کی بارشوں کا پانی دریائے نیل کے ذریعے مصر میں آتا ہے اور وہاں کی سرخ مٹی بھی ساتھ بہا لاتا ہے جس کے اندر یہ خاصیت پائی جاتی ہے کہ نباتات خوب پہلے پھولے اُگے مثلاً آپ دیکھیں برف کا دور دورہ ہوتا ہے پھر اس کے فوراً بعد ہی بعض علاقوں میں یا آپ کے گھروں کے باہر بھی باغیچے لہلہانے لگتے ہیں تو آپ مٹی بھی خرید کر لاتے ہیں پہلے زمانے میں مٹی خریدنے کا ایسے رواج نہیں ہوتا تھا جیسے بحرین میں ہم رہتے تھے تو وہاں پہ بھی بڑی خوبصورت گھاس تو گھاس بھی باہر سے آئی اور مٹی بھی باہر سے آئی اور مٹی کے اندر ہی ایسی خاصیت پائی جاتی ہے جس سے پھل پھول اور سرسبزگی زیادہ ہو سکے تو جب وہ سرخ مٹی بہا کر لایا دریائے نیل کا پانی اور وہ پانی کہاں سے آیا تھا جو افریقہ کے علاقوں میں تھا تو اس سے ہوا کیا؟ کہ زیادہ نباتات ہونے لگی مصر کے اندر کیونکہ مصر کے اندر کہتے ہیں کہ کم بارش ہوتی تھی تو اصل بات کیا ہے **فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ** تو یہ بات ہم سب کو پڑھنی چاہئے اور یہ بات کہنی چاہئے اور **أَفَلَا يُبْصِرُونَ** اس کے

معنی کیا ہیں؟ پہلے کہا کہ سنتے نہیں ہیں اب کہا کہ یہ دیکھتے نہیں ہیں تو گویا کہ کان بھی بہرے ہیں آنکھیں بھی اندھی ہیں زمین کو مردہ سے زندہ ہوتے دیکھتے ہیں پھر بھی شک کرتے ہیں کہ ہمیں مار کر اللہ پھر زندہ نہیں کر سکتا اور اللہ کی قدرت اور ربوبیت کی نشانیاں زمین کے اندر دیکھتے ہیں اور پھر بھول جاتے ہیں کہ اللہ دنیا میں ایسے ہی چھوڑ دے گا۔ **أَفَلَا يُبْصِرُونَ**

آیت نمبر 28۔ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْفَتْحُ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ
ترجمہ۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ "یہ فیصلہ کب ہو گا اگر تم سچے ہو؟"

پھر یہ لوگ کہتے ہیں کب ہوگی یہ فتح اگر ہو تم سچے تو **الْفَتْحُ** سے مراد کیا ہے؟ مفسرین یہ کہتے ہیں کہ فتح سے مراد اللہ کا عذاب ہے کیوں یہاں اللہ کا عذاب ہے وہ یہ کہتے تھے کہ تم جو یہ کہتے ہو کہ اللہ کی مدد آئے گی تو ہم جھٹلانے والوں پر اللہ کا غضب کب ٹوٹے گا، تمہارے لیے مدد ہمارے لیے اللہ کا غضب یہ کب آئے گا بتاؤ تو سہی کب ہوگی یہ فتح کب ہوگا ہمارا تمہارا فیصلہ **إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ** اگر ہو تم سچے

آیت نمبر 29۔ قُلْ يَوْمَ الْفَتْحِ لَا يَنْفَعُ الَّذِينَ كَفَرُوا إِيْمَانُهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ
ترجمہ۔ ان سے کہو "فیصلے کے دن ایمان لانا اُن لوگوں کے لیے کچھ بھی نافع نہ ہو گا جنہوں نے کفر کیا ہے اور پھر اُن کو کوئی مہلت نہ ملے گی"

قُلْ يَوْمَ الْفَتْحِ کہہ دیجئے کہ فتح کا دن **لَا يَنْفَعُ الَّذِينَ كَفَرُوا** ان لوگوں کو **كَفَرُوا** جنہوں نے کفر کیا **إِيْمَانُهُمْ** اُن کا ایمان **وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ** اور نہ ہی انہیں کوئی مہلت ملے گی اب آپ دیکھ لیجئے کہ **يَوْمَ الْفَتْحِ** کہتے ہیں کہ آخرت کے فیصلے کا دن مراد ہے ایک معنی تو یہ ہیں کہ ان سے کہہ دیجئے کہ آخرت کے فیصلے کا دن جب آئے گا تو صحیح یقینی اور فیصلہ کن فتح تو تب ہی ہوگی۔ کافر ناکام نا مراد ہو جائیں گے اور ایمان لانے والے کامیاب ہو جائیں گے تو اس دن جن لوگوں نے کفر کیا ہوگا پھر ان کا ایمان ان کو کچھ نفع نہیں دے گا کیونکہ فیصلے کے دن ایمان لانا ان کے لیے فائدہ مند نہیں ہو سکتا تو **يَوْمَ الْفَتْحِ** سے مراد کیا ہے؟ کہ آخرت کے دن کا فیصلہ ہے اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس سے مراد دنیا میں بھی فتح ہے دنیا میں فتح کب ہوئی غزوہ بدر اور فتح مکہ کے موقع پر کہتے ہیں تقریباً دو ہزار لوگوں نے اسلام قبول کیا تھا اور کفر سر چھپانے لگا، بھاگنے لگا تو کہہ دیجئے کہ فتح کے دن وہ بدر کا دن ہو (کیونکہ بڑے بڑے ان کے مجرم ڈھیر ہوئے تھے) یا پھر وہ فتح مکہ کا موقع تھا لوگوں کو کچھ بھی کرنے کی توفیق نہ ہو سکی ان کو پتہ بھی نہ چلا اور اتنا بڑا لشکر مسلمانوں کا ان کے سر پر پہنچ گیا تو جب بھی فتح ہوگی دنیا میں ہو یا پھر آخرت میں ہو تو اُس دن ان کا ایمان لانا اسلام کو قبول کرنا ان کو فائدہ نہیں دے گا۔ جو دنیا سے چلے گئے ان کو فائدہ نہیں دے سکتا اور جو باقی لوگ ہیں اگر ایمان لے آئیں تو پھر کیا ہے اگر وہ توبہ کرتے ہیں تو ان کا ایمان لانا ان کو فائدہ دے سکتا ہے۔ تو جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ اس سے مراد آخرت کی فتح ہے آخرت کی کامیابی ہے آخرت کے دن کا فیصلہ ہے کیونکہ وہاں پر ایمان لانا فائدہ نہیں دے گا نہ لوگوں کو مہلت عمل کی توفیق ہوگی **وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ** اور نہ انہیں مہلت دی جائے گی تو اس سے مراد کیا ہے کہ اہل مکہ جو بار بار کہتے تھے **وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ** یا کہتے تھے **مَتَىٰ هَٰذَا الْفَتْحُ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ** تو یہاں اللہ تعالیٰ بتا رہے ہیں کہ عذاب کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس کے لیے آپ بے چین ہوں کیونکہ اگر اللہ کا عذاب نہیں آ رہا تو

تمہارے پاس سنبھالنے کا وقت ہے تمہارے پاس ایک مہلت ہے ورنہ پھر اگر عذاب آ گیا تو پھر تم کچھ بھی نہیں کر سکتے پھر تمہارے عمل بدل نہیں سکتے تمہیں ایمان اور عمل صالح کی توفیق نصیب نہیں ہو سکتی کیونکہ فیصلہ سننے کے بعد فیصلے کے دن مہلت ختم ہو جائے گی جیسے دنیا میں بھی بچے یا طالب علم امتحان کی تیاری کب کر سکتے ہیں امتحان سے پہلے پہلے جب امتحان ہو جاتا ہے اور نتیجہ والے دن اگر کوئی کہے کہ اچھا پتہ چل گیا کہ میرا تو یہ نتیجہ ہے تو پھر وہ میک اپ نہیں کر سکتا اور میں اکثر یہ سوچتی ہوں چلو دنیا میں میک اپ ٹیسٹ کی پھر بھی کوئی نہ کوئی شکل نکل آتی ہے لیکن یہ کہ آخرت میں تو میک اپ بھی نہیں ہے پھر کیا ہوگا کوئی Redo نہیں ہے کوئی موقعہ نہیں ہے کیا کرنا چاہیے دنیا میں رہتے ہوئے آخرت کی تیاری ہم سب کو کرنی چاہیے تو یہ ہے سورت السجدہ جو ہم سب کو یہ پیغام دیتی ہے کہ یہ ہے وہ سورت جو توحید، آخرت اور رسالت کے متعلق لوگوں کی شبہات کو دور کرتی ہے اور ہمیں ایمان لانے کی دعوت دیتی ہے اور یہ ہے وہ سورت جسے رسول اللہ ﷺ ہمیشہ سونے سے پہلے پڑھا کرتے تھے جیسے سورت الملک پڑھتے تھے تو اس سورت کو بھی پڑھتے تھے اور یہ ہے وہ سورت جو جمعہ کے دن صبح کی نماز میں رسول اللہ ﷺ پڑھا کرتے تھے۔ (یہ بخاری کی روایت ہے) یہ اتنی خوبصورت سورت ہے اور ہم سب کو بھی اپنا جائزہ لینا چاہیے آئیے میں اور آپ اپنے سر اللہ کے آگے جھکا دیں آئیے اپنی زندگیاں اللہ کے نام پر نچھاور کر دیں اور زندگیاں نچھاور کریں گے بندگی کریں گے تو کیا کرنا ہوگا ہمیں قربانی کرنی ہوگی اور اس کے بغیر ہمارا عمل مکمل نہیں ہو سکتا تو آخر میں اللہ رب العزت کیا فرماتے ہیں

آیت نمبر 30. فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ وَانْتَظِرْ إِنَّهُمْ مُنْتَظِرُونَ

ترجمہ۔ اچھا، انہیں ان کے حال پر چھوڑ دو اور انتظار کرو، یہ بھی منتظر ہیں

فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ کہ آپ ان سے اعراض کیجئے اعراض کے معنی کیا ہیں؟ کہ اہل مکہ جو بھی کر رہے ہیں مخالفت کر رہے ہیں، آپ کا انکار، کتاب کا انکار آپ ان کی کوئی پرواہ نہ کیجئے آپ ان سے پہلو تہی کر لیجئے ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیں **وَانْتَظِرْ** اور انتظار کرو **إِنَّهُمْ مُنْتَظِرُونَ** یہ بھی منتظر ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کو ہدایت کی جارہی ہے کہ اگر یہ لوگ فیصلے کا دن دیکھنے کے لیے مچل رہے ہیں تو اب ان سے بحث گفتگو یہ بے فائدہ ہے ان کو ان کے حال پر آپ چھوڑ دیجئے اور آپ بھی اس فیصلے کے دن کا انتظار کریں جس کا یہ انتظار کر رہے ہیں اب ہوگا کیا کہ اللہ نے جتنی مہلت مقدر میں لکھی ہے جب وہ پوری ہو جائے گی تو فیصلے کی گھڑی خود ہی سامنے آ جائے گی دنیا میں عذاب کی شکل میں یا پھر آخرت کے دن حساب کتاب کی شکل میں تو خود ہی پتہ چل جائے گا کہ لوگوں کے معاملات کیا ہیں رویے کیا ہیں اور نتیجہ کیا ہے تو اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا کرے تو آخری آیت ہمیں کیا بتاتی ہے کہ ہمیں نیکی کا حکم دینا چاہئے اچھے کام کرنے چاہئے ایمان لانا چاہئے اور اس کے بعد پھر بھی اگر کوئی نہیں مانتا تو ہمیں اس سے بے نیاز ہو جانا چاہیے ایسے نہیں کہ الجھ کر اپنا وقت ضائع کریں

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ نَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ نَسْتَغْفِرُكَ وَنُتُوبُ إِلَيْكَ. فَلِلَّهِ الْحَمْدُ وَمَا بَسَ اللَّهُ هِيَ كَيْ لِي
حمد بھی اور سب اللہ ہی کے لیے ہیں جو بھی احسان ہے اللہ نے کیے ہیں وہ حقیقت میں اللہ ہی کے ہیں)
منا مَن) سے ہے